۶ - سہ ماہی "تمثال" کراچی -

مدیران : سحر انصاری (مدیر اعلیٰ)، راغب شکیب (مدیر) -
ناشر : مدیر خود -
مبصر : عتیق احمد جیلانی -

گذشتہ دنوں کراچی سے سہ ماہی "تمثال" کا آغاز ہوا ہے۔ اس کے مدیر اعلیٰ سحر انصاری اور مدیر راغب شکیب ہیں۔ جناب سحر انصاری اپنی تخلیقی اور تنقیدی سرگرمیوں کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں اور جناب راغب شکیب "دبستان سرگودھا" سے تعلق کے سبب معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان ستاروں کا قران ادب کے لیے مبارک ہو۔

"تمثال" کا اولین شمارہ پیش نظر ہے۔ پہلی ہی نظر میں اندازہ ہو جاتا ہے کہ مشمولات خاصے متنوع اور جاذب توجہ ہیں۔ رسالے کی ابتداً عزیز حامد مدنی کی ایک نظم اور تین خطوط سے کی گئی ہے۔ یہ تینوں خطوط مرحوم کی آخری عمر کی تخلیقی و فکری مصروفیات، احساسات اور خیالات جاننے کے لیے اہم ماٰخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مقالات کے حصے میں ڈاکٹر وزیر آغا، احمد ہمدانی، شمیم احمد اور ریاض صدیقی جیسے معروف اہل قلم کے نام نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے منٹو کے نسوانی کرداروں کے تجزیے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ: "ان سب متنوع نسوانی کرداروں کے اندر سے مآل کار برصغیر کی وہی ستی ساوتری، معصوم، مظلوم، مامتا کی خوشبو میں تربتر، پتی پوجا کرنے والی ناری برآمد ہو جاتی ہے جو آزاد منش، باغی اور کر گذرنے والی اس عورت کی ضد جسے منٹو اپنے افسانوں میں نمایاں (high - light) کرنا چاہتا تھا"۔

جناب شمیم احمد نے اپنے مخصوص انداز میں قرۃالعین حیدر کے دو ناولوں "گردش رنگ چمن" اور "چاندنی بیگم" پر اظہار

خیال کیا ہے۔ قرۃالعین کے ناولوں میں موجود مخصوص فکری تناظر کے حوالے سے مذکورہ تجزیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

شخصیات کے عنوان سے مولانا ابوالکلام آزاد، جوش ملیح آبادی میراجی اور مجتبیٰ حسین پر مضامین موجود ہیں۔ میراجی پر ڈاکٹر رشید امجد کا مختصر مضمون اور جوش کے بارے میں ڈاکٹر مطیع اللہ ناشاد کی تحریر میں شخصیت کے ساتھ ساتھ فن پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ ڈاکٹر فردوس انور قاضی نے مجتبیٰ حسین کی شخصیت کے کئی خوب صورت گوشے وا کیے ہیں۔ شعبۂ اردو، جامعۂ بلوچستان میں پروفیسر مجتبیٰ حسین سے رفاقت کے سبب ڈاکٹر صاحبہ کی تحریر محض رسمی خاکہ نہیں رہی بلکہ معلوماتی تخلیقی تحریر بن گئی ہے۔

"تمثال" کے اس شمارے میں افسانوں، شاعری اور تراجم کے علاوہ ایک انٹرویو بھی شامل ہے۔ پشتو کے رئیس المتغزلین امیرحمزہ خاں شنواری کا یہ انٹرویو زندگی، ادب اور شاعری کے بارے ان کے خیالات کا وقیع مجموعہ ہے۔

مجموعی طور پر "تمثال" ایک اچھا تاثر چھوڑتا ہے البتہ پروف کی غلطیاں (خصوصاً شعری حصے میں) طبیعت پر گراں گزرتی ہیں۔ علاوہ ازیں بعض مضامین میں ضروری حوالوں کے بغیر اقتباسات کی شمولیت سے مصنفین کی سہل پسندی ظاہر ہوتی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ علم و ادب کی یہ شمع تادیر روشن رہے گی اور عام روایت کے مطابق یہ کہنے کی نوبت نہ آئے گی کہ "خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود۔"

———